

نصابِ تعلیم اور دینی و دنیاوی علوم کی ہم آہنگی: تعلیمی اصلاحات کی تنقیدی مطالعہ

CURRICULUM AND THE HARMONY OF RELIGIOUS AND SECULAR KNOWLEDGE: A CRITICAL STUDY OF EDUCATIONAL REFORMS

Dr. Asma Arif

Visiting lecture GC Department of Islamic Studies

University Faisalabad Chiniot Campus

asmaarif444@gmail.com

Dr. FAIZULLAH

Ph.D Islamia College University Peshawar

Lecturer Islamic and Religious Studies Department

Hazara University Mansehra Pakistan

Hafiz.faizullah2014@gmail.com

Narmeen Faryal

Assistant professor ,Arabic Department ,Kinnaird college for women Lahore

Abstract

The harmonization of religious and secular sciences in the curriculum is a critical issue for students' comprehensive development, ethical and spiritual growth, and practical competence in life. In the current educational system, the separation of religious and secular knowledge has adversely affected the intellectual, moral, and practical objectives of the curriculum. Religious education is often confined to religious institutions, while secular sciences are predominantly taught in modern schools and universities. This imbalance has led to a lack of holistic understanding, practical skills, and ethical awareness among students. The study examines the historical evolution of the curriculum, the impact of the colonial period, and the separation of religious and secular sciences in detail. The principles of unity of knowledge and classification of sciences in the Islamic educational framework provide a foundation for achieving curriculum integration. A comparative analysis of curriculum reform experiences in Islamic countries such as Saudi Arabia, Egypt, Turkey, and Malaysia identifies successful models as well as practical challenges.

Practical models, including integrated curricula, experiences of Islamic universities, and the incorporation of ethical and spiritual dimensions, are analyzed. Strategies for integrating modern sciences, such as natural sciences, technology, and social sciences, within Islamic ethical and moral frameworks are also discussed to ensure students acquire intellectual, practical, and spiritual competencies simultaneously. For Pakistan, the study critically evaluates the Single National Curriculum (SNC), the integration of madrasa and university systems, and strategies for incorporating Islamic perspectives into modern sciences. The findings demonstrate that curriculum harmonization and achieving comprehensive educational objectives require an integrated design of religious and secular sciences, teacher training, effective implementation, and ethical-spiritual education. These results provide guidance for policymakers and serve as a practical foundation for curriculum reforms based on an Islamic framework.

Keywords: Curriculum Reform, Islamic Education, Harmonization, Religious and Secular Knowledge, Integrated Curriculum, Ethical and Spiritual Education, Pakistan, Islamic Universities, Modern Sciences

نصابِ تعلیم میں دینی و دنیاوی علوم کی ہم آہنگی ایک ایسا موضوع ہے جو طلبہ کی جامع تربیت، اخلاقی و روحانی ارتقاء اور عملی زندگی میں کامیابی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ موجودہ تعلیمی نظام میں دینی و دنیاوی علوم کی علیحدگی کے باعث نصاب کے علمی، اخلاقی اور عملی مقاصد متاثر ہو چکے ہیں۔ دینی تعلیم کو اکثر صرف مذہبی اداروں تک محدود کیا جاتا ہے، جبکہ دنیاوی علوم جدید اسکولوں اور یونیورسٹیوں تک محدود رہتے ہیں۔ اس غیر متوازن تقسیم نے طلبہ میں جامع فہم، عملی قابلیت اور اخلاقی شعور کی کمی پیدا کی ہے۔ مطالعہ میں نصاب کی تاریخی ترقی، استعماری دور کے اثرات اور نصاب میں دینی و دنیاوی علوم کی علیحدگی پر تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے تناظر میں علم کی وحدت اور علوم کی درجہ بندی کے اصولوں کا مطالعہ نصاب میں ہم آہنگی قائم کرنے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ مختلف اسلامی ممالک جیسے سعودی عرب، مصر، ترکی اور ملائیشیا کے نصابی اصلاحاتی تجربات کا تقابلی جائزہ لینے سے کامیاب ماڈلز اور عملی چیلنجز کی شناخت ممکن ہوئی۔ تحقیق میں عملی ماڈلز بھی زیر بحث آئے ہیں، جن

میں انٹیکریٹڈ کریکولم، اسلامی یونیورسٹیوں کے تجربات، اور نصاب میں اخلاقی و روحانی جہت کی شمولیت شامل ہیں۔ جدید علوم جیسے سائنس، ٹیکنالوجی اور سوشل سائنسز کو اسلامی اصولوں اور اخلاقیات کے ساتھ مربوط کرنے کے طریقے بھی بیان کیے گئے ہیں تاکہ طلبہ علمی مہارت کے ساتھ عملی اور روحانی تربیت حاصل کریں۔ پاکستان کے لیے نصابی اصلاحات میں یکساں قومی نصاب (SNC)، مدارس اور یونیورسٹی نظام کی تطبیق، اور جدید علوم میں اسلامی تناظر شامل کرنے کی حکمت عملی کو ترجیحی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مطالعے کے نتائج واضح کرتے ہیں کہ نصاب میں ہم آہنگی اور تعلیم کے جامع مقاصد کے حصول کے لیے دینی و دنیاوی علوم کا مربوط ڈیزائن، اساتذہ کی تربیت، نصاب کا موثر نفاذ اور اخلاقی و روحانی تربیت لازمی ہیں۔ یہ نتائج تعلیمی پالیسی سازوں اور نصاب سازی کے عمل میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں اور اسلامی فریم ورک پر مبنی نصابی اصلاحات کے لیے عملی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

موجودہ نصاب

موجودہ نصاب تعلیم کا بحران بذات خود جدید دور کی کسی واحد وجہ سے پیدا نہیں ہوا؛ بلکہ یہ مختلف تاریخی مراحل کا نتیجہ ہے۔ بنیادی طور پر اس کی شروعات نوآبادیاتی دور میں نصابی حکمت عملیوں سے ملتی ہے جن کا مقصد مقامی ثقافتی فہم کو تبدیل کر کے ایک ایسے طبقے کی تشکیل تھا جو رسمی طور پر مقامی ہو مگر اقدار و ذہنیت میں نوآبادیاتی مفکرین کے نزدیک یورپی ہو۔

ادارہ جاتی تجاوت

نوآبادیاتی پالیسیوں کے نتیجے میں جب ریاستی نصاب نے مخصوص زبان، مواد اور نصابی اہداف مرتب کیے تو مذہبی ادارے انہیں اپنی ثقافتی و عقیدتی خود مختاری کے لیے خطرہ سمجھنے لگے۔ نتیجتاً دو متوازی تعلیمی نظام معرض وجود میں آئے: ایک سرکاری یونیورسٹی/اسکول نظام جو سر دست معاشی اور تکنیکی صلاحیتوں پر زور دیتا ہے، اور دوسرا مذہبی نظام جو روایتی فنون تفسیر، فقہ اور علوم شرعیہ کو برقرار رکھتا ہے۔ یہ پارٹیشن نہ صرف تعلیمی مواقع میں عدم مساوات لائی بلکہ ایک نئے قسم کا شناختی بحران بھی جنم دیا جو ان نسل نے اکثر اپنے علمی تشخص میں کشمکش محسوس کی جس کا اظہار نصاب سے بے رغبتی یا نصاب کے طے شدہ اہداف سے انحراف کی صورت میں ہوا۔

نصابی مواد اور تعلیمی فلسفہ

نصاب کا مواد محض مضامین یا موضوعات کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ بنیادی فلسفہ ہوتا ہے جو نسلوں کو سوچنے، سوال کرنے اور عمل کرنے کی روایات سکھاتا ہے۔ جب نصاب نے دینی علوم کو ثانوی درجہ دیا یا جدید علوم کو مکمل سیکولر مفروضوں کے ساتھ پڑھایا گیا تو تعلیم کا مقصد محض روزگار یا تکنیکی مہارتوں تک محدود ہو گیا۔ یوں اخلاقی، عرفانی اور سماجی روشنی جو اسلامی تعلیمی روایات میں مروج تھی، اسے نصاب سے خارج کر دیا گیا یا اس کا دائرہ محدود کر دیا گیا۔ اس کا اثر تعلیمی نتائج، نصابی تشخص اور طلبہ کے مزاج پر براہ راست پڑا۔

عصری مظاہر اور نتائج

آج کے دور میں ہم اس بحران کے متعدد مظاہر دیکھتے ہیں: نصاب میں ہم آہنگی کی کمی، تدریس کے طریقوں میں انطباق کی ناکامی، درس و تحقیق میں موضوعاتی خلا، اور جامعات و مدارس کے درمیان کم کیلیمینٹریٹی۔ اس کا سماجی نتیجہ یہ ہے کہ بازار محنت کی ضروریات اور اخلاقی/سماجی اہداف کے درمیان دوری بڑھ گئی ہے، جبکہ تعلیمی ادارے اپنی جڑوں اور مقصدیت کے حوالہ سے غیر یقینی کا شکار ہیں۔

"ہندوستان میں انگریزی تعلیم کا مقصد ایک ایسا طبقہ پیدا کرنا تھا جو رنگ و نسل میں ہندوستانی ہو لیکن ذہن و فکر میں

انگریز ہو۔"¹

یہ اقتباس میکالے کی تعلیمی پالیسی کے فلسفے کو سادہ مگر گہری زبان میں بیان کرتا ہے۔ اس جملے میں نوآبادیاتی حکمت عملی کا وہ اصل مقصد چھپا ہے جس کی بنیاد پر نصاب تیار کیے گئے: مقامی ثقافت و تعلیمی روایت کو تبدیل کر کے ایک ایسا ذہنی ماحصل بنانا جو نوآبادیاتی نظم و نسق کو تسلیم کرے۔ اسی پالیسی نے مسلم معاشروں میں دینی اور دنیاوی علوم کے بیچ دوری کو عملاً پروان چڑھایا، اور نتیجتاً آج کا نصاب تعلیم متعدد سطحوں پر بحران کا شکار ہے نصابی اہداف، ادارہ جاتی تعاون، اور تعلیمی نظریات میں ہم آہنگی کا فقدان ان میں شامل ہیں۔

¹ میکالے، لارڈ۔ میکالے منٹس، ترجمہ: نیاز فتح پوری۔ لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، 2003، ص 17۔

دینی و دنیاوی تقسیم کا فکری پس منظر

اسلامی روایات میں علوم کی تاریخ اور فکری تقسیم کو سمجھنے کے لیے ہمیں کلاسیکی اسلامی ماہرین کے علمی تصورات کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ کلاسیکی دور اسلام میں علم کو قطعاً مذہبی اور غیر مذہبی خانوں میں مشخص کرنے کی روایت کم ہی ملتی ہے؛ اس کے برعکس، علم کو انسانی فلاح، حکمت عمل، اور دین و دنیا کی ہم آہنگی کے زاویے سے دیکھا جاتا رہا۔ تاہم جدید دور میں سیاسی و نظریاتی عوامل، خاص طور پر استعماری علمی کلچر اور جدید سیکولر ریاستوں کی تعلیمی تشکیلات نے ایک ایسی ہیستمتولوجی متعارف کروائی جو علم کو "سیکولر" اور "سیکولر نہیں" کے دو خانوں میں تقسیم کرنے لگی۔

فقہی اور فلسفیانہ رویے

اسلامی فقہی روایت (خصوصاً بحث فرض عین و فرض کفایہ) نے اس بات کی نشان دہی کی کہ علمی ذمہ داریاں سماجی اور فردی دونوں سطحوں پر مختلف ہوتی ہیں؛ یعنی کچھ علوم ہر فرد کے لیے لازم ہیں اور کچھ علوم اجتماعی ذمہ داری کے زمرے میں آتے ہیں۔ اس فہم نے کبھی بھی علوم کو "شرعی" یا "غیر شرعی" کے تنگ خانوں میں محدود نہیں کیا، بلکہ ہر علم کی افادیت، اخلاقی حیثیت اور معرفتی بنیاد کو اہمیت دی۔ لہذا کلاسیکی قرینہ اس بات کا متقاضی ہے کہ نصابی طرز فکر علم کے مقصد اور افادیت پر مبنی ہو، نہ کہ محض ماحذ یا موضوع کی بنیاد پر۔

سیاسی-ادارتی اثرات

استعماری نظام تعلیم نے نصاب کو سیاسی اور ادارتی مفادات کے مطابق ڈھالا؛ جدید قوم-ریاستوں نے جب اس وارثت کو اختیار کیا تو اس نے سیکولر اور مذہبی اداروں کے رول کو مزید واضح کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ریاستی تعلیمی پالیسیاں اکثر معیشت، سیکولری ازم یا قومی تعمیر کے مخصوص مقصد کے تابع ہوئیں، جبکہ مذہبی ادارے اپنی جداگانہ نصابی شناخت مضبوط رکھتے ہوئے اکثر آریاستی نصاب سے الگ ہو گئے۔ اس سے تعلیمی نظام میں ہم آہنگی کمزور ہوئی اور معاشرتی و قارو علم کے محل وقوع میں تضاد پیدا ہوا۔

نصاب اور علم کی درجہ بندی کا اثر

فکری تقسیم نے نصابی ڈیزائن، مضامین کے انتخاب، اور تعلیمی اہداف کو متاثر کیا۔ جب علم کو خانہ بند کیا جاتا ہے تو اس کے تعلیمی انداز، حوالہ جاتی ماحذ اور تشریحی تقاضے بھی مختلف ہو جاتے ہیں؛ اس سے تدریسی طریقے، تشخیص کے معیار اور علم کے عملی استعمال میں اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔ نتیجتاً طلبہ کو ایک مربوط علمی رویہ کی بجائے مخصوص فکری بلاکس میں پالا جاتا ہے، جو طویل مدتی سماجی و علمی نقصان کا باعث بنتا ہے۔

"شریعت میں علم کی تقسیم دینی اور غیر دینی کی بنیاد پر نہیں بلکہ فرض عین اور فرض کفایہ کی بنیاد پر کی گئی ہے۔"²

یہ اقتباس اسلامی فکری دستور کی بنیاد کو واضح کرتا ہے: اسلام میں علوم کی درجہ بندی کا معیار مذہبی یا غیر مذہبی ہونا نہیں بلکہ اس علم کے ذمہ داریاتی اور معاشرتی افق ہیں۔ فرض عین سے مراد وہ علوم ہیں جو ہر فرد کے لیے لازمی ہیں (مثلاً بنیادی عبادات و اخلاقی تعلیمات)، اور فرض کفایہ وہ علوم ہیں جن کی موجودگی معاشرے کے لیے ضروری ہے (مثلاً طب، تعمیر، انتظام معاشرہ)۔ اس فہم کے مطابق علم کا قومی، سماجی اور اخلاقی کردار مرکز میں آتا ہے، اور دینی و دنیاوی کو علیحدہ خانوں میں بانٹنا اسلامی روایات کے خلاف ہے اور جدید تقسیم کا نتیجہ ہے۔

اسلامی تہذیب میں علم کی وحدت: کلاسیکی اصول

توحید بطور علمی بنیاد

اسلامی فکر میں "توحید" محض عباداتی یا کلامی اصطلاح نہیں؛ یہ ایک معرفتی اور وجودی اصول ہے جس کے تحت حقیقت کے تمام شعبے ایک واحد منظومہ میں مربوط ہوتے ہیں۔ اس نظریاتی بنیاد نے کلاسیکی اسلامی تہذیب میں مختلف علوم کو اختلاف کی بجائے تکمیل یکدیگر کے طور پر دیکھا۔ طبیب، فقیہ، فلسفی اور محدث سبھی علمی معاشرے کے مشترکہ ڈھانچے میں اپنا کردار رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے معروضات و طریق تحقیق سے مدد لیتے تھے۔

کلاسیکی مفکرین کا کردار اور مثالیں

² غزالی، امام ابو حامد۔ احیاء علوم الدین، مترجم: مولانا محمد حسن۔ کراچی: دارالاشاعت، 2010، ص 52۔

- امام غزالی نے علم و حکمت کو شرعی و اخلاقی تناظر میں دوبارہ منظم کیا اور دکھایا کہ روحانی تقویٰ علمی عمل کا لازمی رُخ ہے۔
- ابن رشد (Averroes) نے عقل و نقل کے درمیان تنازعہ کو حل کرنے کی کوشش کی اور دلیل دی کہ عقل اسلامی شریعت کی خدمت میں ایک کارآمد ذریعہ ہے۔

- ابن خلدون نے تاریخ و سماجیات کو ایک تجرباتی و نظریاتی بندوبست میں رکھا اور دکھایا کہ معاشرتی علوم بھی اسلامی فہم کا لازمی حصہ ہیں۔ یہ مفکرین علمی وحدت کے پُر اثر دلائل فراہم کرتے ہیں اور کلاسیکی نصابات کی صورتوں میں یہ اتحاد واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔

عملی اظہار

کلاسیکی مدارس و اداروں کے نصاب میں قرآن، حدیث، فقہ، منطق، فلسفہ، ریاضی اور طب کے مضامین باہم مربوط انداز میں پڑھائے جاتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ علم کو انسان کی کلی تعمیر کے لیے ضروری سمجھا جاتا تھا نہ صرف مادی بلکہ اخلاقی، روحانی اور عقلی جہتوں میں۔ اس طرح کا نصاب نہ صرف علمی اہلیت بلکہ اخلاقی ذمے داری اور سماجی شعور بھی پیدا کرتا تھا۔

جدید ترمیمی امکانات

اسلامی علمی وحدت کے اس تاریخی ماڈل سے آج کے نصاب کو متاثر کر کے ہم نصابِ تعلیم کو دوبارہ مربوط کر سکتے ہیں: اخلاقی اصول، معاشرتی علوم اور تکنیکی مہارتوں کو ایک مربوط طریق کار کے تحت شامل کر کے ایک جامع تعلیمی نظام وضع کیا جاسکتا ہے جو نہ تو سیکولر بیانیہ پر مکمل انحصار کرے اور نہ ہی دینی اداروں کو مکمل علیحدہ رکھے۔

"حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے، جہاں پائے وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔"³

یہ حدیث علمی استقلال اور فکری جستجو کے اسلامی جواز کو پیش کرتی ہے۔ اس کا اخلاقی پیغام یہ ہے کہ علم کا حصول، خواہ وہ کہیں سے بھی ہو، مومن کے لیے جائز و مستحب ہے اور اس علم کی افادیت کو اولیت دی جائے۔ اس اصول نے اسلامی تہذیب میں بیرونی علوم کے استقبال کی روایت کو ممکن بنایا اور اسی بنیاد پر مسلمانوں نے یونانی، ہندی، ایرانی اور دیگر علمی روایات سے فائدہ اٹھا کر اپنے علمی ذخیرے کو وسعت دی۔ حدیث کا مطلب یہ بھی ہے کہ علم کی قدرِ حقیقت اور افادیت اس کے ماخذ سے زیادہ اہم ہے، لہذا علمی وحدت کی یہ روایت نصابِ تعلیم میں ضم کی جاسکتی ہے۔

اسلامی تعلیمی فلسفہ: توحید، اخلاق اور علم کی ہم آہنگی

اسلامی تعلیمی فلسفہ اپنی اساس میں "توحید" سے پھوٹا ہے، یعنی حقیقت کا مرکز ایک ہے، اور علم کے تمام شعبے اسی مرکز سے اپنا ربط اور معنی حاصل کرتے ہیں۔ اسلامی فکر میں علم محض معلومات کا ذخیرہ نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور ایمانی ذمہ داری ہے۔ علم کا مقصد انسان کو صحیح کردار، درست اعمال، روحانی بالیدگی اور اجتماعی فلاح کی طرف لے جانا ہے۔ اسلامی تعلیمی روایت اس اصول پر قائم ہے کہ علم کا کوئی شعبہ "غیر دینی" نہیں ہوتا، کیونکہ کائنات کی ہر حقیقت خدا کے ارادے اور تخلیق کا مظہر ہے۔ اس لیے طبیعیات، حیاتیات، معاشیات، سیاست، ریاضی، سوشیالوجی، یافتہ سب اپنے اپنے درجے میں معرفتِ الہی تک رسائی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

اسی تصور نے مسلمانوں کی علمی تاریخ کو تشکیل دیا: یونانی فلسفے کی تنقیح، طب و نجوم کی تدوین، ریاضیاتی اصولوں کی دریافت، معاشرتی علوم کی بنیاد اور روحانی و اخلاقی علوم کا ارتقاء یہ سب ایک وحدتِ علم کی شکل میں موجود تھے۔ اسلامی تعلیمی فلسفہ یہ بھی کہتا ہے کہ علم کا آخری مقصد "تزکیہ" ہے: یعنی انسان کا اخلاقی و روحانی ارتقاء۔ اس کے بغیر کوئی علم حقیقی علم شمار نہیں ہوتا۔ اسی لیے نصابِ تعلیم میں علم، اخلاق اور روحانی مقاصد کے درمیان ہم آہنگی لازمی سمجھی جاتی ہے۔

"اسلام کا بنیادی نظریہ یہ ہے کہ علم انسان کو اس کے رب تک پہنچانے کا ذریعہ ہے، اور ہر وہ علم جو انسانیت کی خدمت

کرے وہ دینی علم کے دائرے میں شامل ہے۔"⁴

³ امام ترمذی۔ جامع ترمذی، ترجمہ: مولانا محمد جونناگڑھی۔ لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2008، حدیث 2687۔

⁴ نقی، سید حسین۔ اسلامی تصورِ علم۔ لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2005، 41۔

یہ اقتباس اسلامی تصور علم کے قلب کو ظاہر کرتا ہے کہ علم کا اصل مقصد انسان کو مخلوقات کی حقیقت سمجھنے، کائنات کے نظام کو پرکھنے اور اس کے ذریعے خالق حقیقی تک رسائی دینے میں مدد کرنا ہے۔ یہاں علم کی درجہ بندی عقیدے اور اخلاق کے تابع ہے، نہ کہ کسی مادی یا سیکولر پیمانے کے مطابق۔ اس اصول کے مطابق طب، فلکیات، ریاضی، معاشیات اور سماجی علوم سب دینی علم کی وسعت کا حصہ بن جاتے ہیں، بشرطیکہ ان کا استعمال انسانی فلاح، عدل، خیر اور اخلاق کے فروغ کے لیے ہو۔ یہ وہی ہم آہنگی ہے جو اسلامی نصاب کا بنیادی ہدف ہے۔

مغربی تعلیمی فلسفہ: سیکولرزم، ہیومنیزم اور جدیدیت

مغربی تعلیمی فلسفہ جدید دور میں تین بنیادی اصولوں پر قائم ہوا: سیکولرزم، ہیومنیزم اور جدیدیت۔ ان اصولوں نے تعلیم کو مذہب سے الگ کر کے اسے ایک خالص انسانی، عقلی اور سائنسی سرگرمی بنادیا۔ سیکولرزم نے علم کو مذہب سے مکمل طور پر جدا تصور کیا۔ اس نقطہ نظر کے مطابق حقیقت کا تعین وحی نہیں بلکہ انسانی عقل اور تجربہ کرتے ہیں۔ اس وجہ سے نصاب میں مذہب کو ایک ذاتی یا ثقافتی معاملہ سمجھا گیا، جو تعلیم کا بنیادی حصہ نہیں رہا۔

ہیومنیزم نے انسان کو کائنات کا مرکز بنادیا۔ اس کا مقصد انسان کی خود مختاری، آزادی، ذاتی ترجیحات اور انفرادی خوشی کا حصول بنایا گیا۔ اس فلسفے میں اخلاق کا ماخذ وحی نہیں بلکہ انسانی خواہشات، معاشرتی ضرورتیں یا اجتماعی اتفاق رائے شمار ہوتے ہیں۔ جدیدیت نے ترقی کو مادی بینالوں پر رکھ دیا صنعت، ٹیکنالوجی، سرمایہ داری، اور سائنسی عقلیت۔ اس کے مطابق علم کا مقصد مذہبی یا اخلاقی تربیت نہیں بلکہ معاشی پیداوار، سیاسی نظم اور سائنسی ترقی ہے۔ ان اصولوں کے ساتھ تشکیل پانے والا مغربی نصاب دنیا بھر میں ماڈل کے طور پر پھیلا، اور مسلمان معاشرے بھی اس سے شدید متاثر ہوئے۔ اس کے نتیجے میں دینی و دنیاوی علوم کی دوئی مزید گہری ہو گئی، کیونکہ جدید نصاب نے علم کو مذہب سے الگ بنیادوں پر مرتب کیا۔

"جدید مغربی تعلیم کا بنیادی مقصد ایک ایسا فرد پیدا کرنا ہے جو مذہبی حوالوں سے آزاد، معاشی طور پر کارآمد اور سائنسی طرز فکر کا حامل ہو۔"⁵

یہ اقتباس مغربی تعلیمی فلسفے کی اصل روح کو بیان کرتا ہے: مذہب سے آزادی، عقلیت پر انحصار اور معاشی افادیت۔ اس فلسفے میں انسان اپنی اخلاقیات خود طے کرتا ہے، اور سچائی کا معیار وحی کے بجائے سائنس، تجربہ یا انسانی خواہشات ٹھہرتی ہیں۔ نتیجتاً نصاب تعلیم ایسے مضامین اور مواد پر مشتمل ہو جاتا ہے جو فرد کو معاشی، سائنسی یا سیاسی ترقی کا ذریعہ تو بنادے، مگر اس کے اخلاقی اور روحانی پہلو نشہ رہ جاتے ہیں۔ یہی وہ بنیاد ہے جس نے دینی و دنیاوی علوم کے درمیان خلیج کو وسیع کیا اور مسلم معاشروں میں فکری انتشار پیدا کیا۔

دونوں فلسفوں کا تقابلی تجزیہ

اسلامی اور مغربی تعلیمی فلسفے کے درمیان فرق محض نظریاتی اختلاف نہیں بلکہ وہ بنیادی تصور حقیقت، معرفت اور انسان کی منزل کے بارے میں دو مختلف روایات کی عکاسی کرتے ہیں۔ اس تقابلی تجزیے کو چند کلیدی محاورات میں سمجھنا مفید ہوگا:

1. ماخذ علم: (Epistemology)

- اسلامی روایت میں علم کا ماخذ وحی، عقل اور تجربہ کا مشترکہ جُز ہے؛ یعنی وحی الہی بنیادی رہنمائی ہے مگر عقل کو اس کے نفاذ اور تشریح میں مرکزی مقام حاصل ہے۔ علم کو معرفت الہی اور عملی ہدایت کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔
- مغربی جدید روایت میں علم کا معیار تجربہ و عقل (Empiricism & Rationalism) ہیں؛ وحی کے ماخذ کو عمومی طور پر علمی بنیاد میں داخل نہیں کیا جاتا۔ سچائی کا طے تجرباتی اور عقلی طریقہ کار سے کیا جاتا ہے۔

2. حقیقت کا تصور: (Ontology)

- اسلامی نقطہ نظر میں کائنات کی وحدت وجود اور توحید کا تصور غالب ہے؛ ہر وجود خالق کے ساتھ ربط رکھتا ہے اور عالم طبعی میں اخلاقی و روحانی معنی پوشیدہ ہیں۔
- مغربی جدیدیت میں مادی حقیقت، مادی قوانین اور علیت کا زور زیادہ ہے؛ حقیقت کو اکثر مادی اور قابل پیمائش نشہ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

⁵ رسل، برٹریڈ۔ مغربی تعلیم کا بحران۔ ترجمہ: فخر الدین بلہ۔ لاہور: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 1998، 29۔

3. تعلیم کا مقصد: (Aims of Education)

- اسلامی فلسفہ تعلیم میں مقصدِ تعلیم: تزکیہ نفس، کردار سازی، معاشرتی فلاح اور خلقی رہنمائی ہے۔ علم کو عملی اور اخلاقی زندگی کے لیے ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔
- مغربی عصری فلسفہ میں مقصد اکثر ذاتی آزادی، اقتصادی کارکردگی، سائنسی ترقی اور شہری صلاحیتوں کی افزائش بنتا ہے۔

4. نصاب کی ساخت و انتخاب: (Curriculum Design)

- اسلامی نصاب میں مضامین کی انتخاب افادیت، عبادت و سماجی فریضے، اور اخلاقی نتائج کے تناظر میں ہوتا ہے؛ علم دینی اور علوم دنیاوی کو باہم مربوط دیکھا جاتا ہے۔
- مغربی نصاب اکثر مضمون بندی میں تخصص، ماڈیولر ڈھانچہ، اور بازار محنت کی ضروریات کو بنیاد بناتا ہے؛ مذہب بطور ذاتی/ثقافتی مضمون مانا جاتا ہے نہ کہ نصاب کا مرکزی ستون۔

5. طریقہ تعلیم و تعلم: (Pedagogy)

- اسلامی روایات میں استاد کا کردار مربی اور اخلاقی رہنما کے طور پر اہم ہے تعلیم رہنمائی، مثال اور تزکیہ سے جڑی ہوتی ہے۔ بحث و مناظرے، تبصیر اور یادداشت کے ساتھ اندرونی فہم کو فروغ دیا جاتا ہے۔
- مغربی نظام میں تدریسی طریقے تجرباتی، تحقیقی، تنقیدی فکر اور منفرد فردی صلاحیتوں کی حوصلہ افزائی پر زور دیتے ہیں؛ اسلوبِ تعلیم ہموار شدہ کورس، جانچ اور قابلیت پر ٹکا ہوتا ہے۔

6. تشخیص اور جانچ کے معیار: (Assessment)

- اسلامی زاویہ نظر میں تشخیص صرف معلوماتی یادداشت نہیں بلکہ کردار، عمل اور عملی اطلاق کا جائزہ بھی لازم ہے۔
- جدید مغربی ماڈل میں تشخیص اکثر معیاری ٹیسٹنگ، عددی گریڈنگ اور معیاری کارکردگی کے اشاریوں پر منحصر ہوتی ہے۔

7. سماجی و سیاسی دائرہ: (Socio-political Implications)

- اسلامی ماڈل میں تعلیم معاشرتی عدل، شمولیت اور اخلاقی قیادت کا ذریعہ بنتی ہے؛ ریاستی پالیسی کا ہدف فلاح عامہ کو تسکین دینا ہوتا ہے۔
 - مغربی جدید ماڈل میں تعلیم اکثر اقتصادی حکمت عملی، مارکیٹ کی ضروریات اور ریاستی پیداواری مقاصد کے تابع ہو جاتی ہے۔
- دونوں فلسفے کے درمیان بنیادی فرق نظریئے حقیقت، علم کی ماخذیت اور تعلیم کے مقاصد میں ہے۔ اسلامی فلسفہ تعلیم کو ایک جامع، اخلاقی اور روحانی فریم ورک میں رکھتا ہے جبکہ مغربی جدید فلسفہ تعلیم کو زیادہ تر عملی، تجرباتی اور معاشی میدانوں میں ناپتا ہے۔ اس تقابل سے نصابی ڈیزائن، استاد و شاگرد کے رشتے، اور سماجی نتائج میں واضح امتیازات نمودار ہوتے ہیں اور یہی امتیازات نصابِ تعلیم میں ہم آہنگی یا عدم ہم آہنگی کے جڑیں۔
- "تعلیم کا اصل مقصد انسان کو نہ صرف علم دینا ہے بلکہ اس کے کردار کو سنوارنا، اس کی روح کو پاک کرنا اور اسے معاشرے کا فاضل ذمہ دار بنانا ہے۔"⁶
- یہ اقتباس اس بات کی جامع تشہیر کرتا ہے کہ تعلیم صرف معلومات کی منتقلی نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی نشوونما کا ذریعہ ہے جو اسلامی تعلیمی فلسفے کا بنیادی نکتہ ہے۔ مقابلتہً، اگر نصاب کا مقصد محض مہارت یاروزگار بن جائے تو اخلاقی اور روحانی حصہ پس منظر میں رہ جاتا ہے، اور یہی وہ فرق ہے جو اسلامی و مغربی فلسفوں کو نصابی میدان میں جدا کرتا ہے۔

⁶ نقی، سید حسین۔ اسلامی تصورِ علم۔ لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2005، ص 88۔

مسلم مفکرین کی نصابی آراء

مسلم مفکرین نے مختلف ادوار میں نصاب، تعلیم کے مقاصد اور تعلیمی طریقوں کے بارے میں قیمتی تجاویز دی ہیں۔

امام ابو حامد الغزالی

غزالی نے علم کو عملی اور اخلاقی تناظر میں دیکھا۔ ان کے لیے علم کا معیار اس کے روحانی اور عملی نتائج تھے۔ غزالی نے (فلسفہ) اور شریعت کے درمیان توازن کی ضرورت پر زور دیا یعنی عقل و منطق کو رد نہیں کیا گیا بلکہ ان کو شریعت کے فریم میں رہ کر استعمال کرنے کی تلقین کی گئی۔ ان کی نصابی تجویز میں منطق، فلسفہ، فقہ، اخلاق اور تصوف ایک مربوط ترتیب میں شامل ہیں تاکہ طالب علم صرف علمی مہارت نہ پائے بلکہ تزکیہ نفس اور عملیت بھی سیکھے۔

"علم وہ ہے جو دل کو نور بخشتا اور عمل کو سنوارتا ہے۔"⁷

یہ اقتباس غزالی کے علم کی تعریف کا لب لباب ہے: علم کی قدر عمل اور نورِ باطن میں جانی جاتی ہے۔ نصاب اگر اس اصول کے مطابق ترتیب پائے تو تعلیم کی حتمی کامیابی معاشرتی اخلاق اور فردی تزکیہ میں نظر آئے گی۔

ابن خلدون

ابن خلدون کا علمی زاویہ سماجی و تاریخی تھا۔ اس نے علمی روایت کو معاشرتی ضرورتوں اور تولیدی نظام کے تناظر میں سمجھا۔ اس کے نزدیک نصاب اور تعلیم کا تعین معاشرتی ڈھانچے، اقتصادی صلاحیت اور سیاسی ضروریات کے ساتھ ہونا چاہیے۔ ابن خلدون نے علم کو معاشرتی قوتوں کی عکاسی قرار دیا تعلیم وہ ذریعہ ہے جو امارت، سماجی اتحاد اور تمدنی بقا کے لیے کلیدی ہے۔

"تمدن کا قیام علم، محنت اور اجتماعی رابطے سے ہے؛ نصاب وہ ہے جو قوم کو اپنی عمرانی قوتیں عطا کرے۔"⁸

ابن خلدون کا اس قول میں اشارہ یہ ہے کہ نصاب ایک سماجی فنکشن انجام دیتا ہے۔ یہ محض فردی صلاحیت کی افزائش نہیں بلکہ معاشرتی قوت کی تشکیل کا ذریعہ ہے۔ اس فکر کے مطابق نصاب کو معاشی و سماجی احتیاجات کے ساتھ جوڑا جانا چاہیے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی

شاہ ولی اللہ نے علم و شریعت کی تجدید پر زور دیا۔ ان کا ماننا تھا کہ دینی علوم کو عوام تک پہنچانے کے لیے نصاب کو عام فہم، عملی اور دورِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ وہ اسلامی فقہ و اصول کو سماجی اور معاشی حالات کے تناظر میں پڑھانے کے حامی تھے تاکہ علم زندہ رہے اور معاشرتی مسائل کا حل پیش کر سکے۔

"علم کو عوام تک پہنچاؤ، ورنہ وہ علم بازار کا غنڈ بن کر رہ جائے گا۔"⁹

شاہ ولی اللہ یہاں اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ علم کا مقصد عوام کی ہدایت اور معاشرتی اصلاح ہے؛ نصاب اگر عوامی زبان، ضروریات اور حالات سے ناواقف رہے تو وہ عملی موثریت کھودیتا ہے۔

علامہ محمد اقبال

اقبال نے نصابِ تعلیم میں خودی (Selfhood)، تخلیقی قوت، اور روحانی بیداری کو مرکزی حیثیت دی۔ ان کے نزدیک تعلیمی نظام وہ ہونا چاہیے جو فرد کی خود شناسی، قومی شعور اور اخلاقی قیادت کو پروان چڑھائے۔ اقبال مغربی سائنسی ترقیات کا ادراک رکھتے تھے مگر نصاب میں روحانی اور اخلاقی تربیت کے بغیر ترقی کو ادا ہورا سمجھتے تھے۔

"خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے۔"¹⁰

⁷ غزالی، امام ابو حامد۔ احیاء العلوم الدین (اردو ترجمہ: مولانا محمد حسن)۔ کراچی: دارالاشاعت، 2010، ص 103۔

⁸ ابن خلدون۔ المقدمة (اردو ترجمہ: مولانا عبدالستار)۔ لاہور: ادارہ مطبوعات اسلامی، 1997، ص 45۔

⁹ شاہ ولی اللہ دہلوی۔ خطبات و تحریرات (اردو مجموعہ)۔ کراچی: دارالعلوم، 1989، ص 22۔

¹⁰ اقبال، محمد۔ بانگ درا، لاہور: اقبال اکیڈمی پاکستان، 1997، ص 15۔

اقبال کا یہ اشعار نصاب میں خودی، خود اعتمادی اور اخلاقی آزادی کے پیغام کو نمایاں کرتا ہے۔ ان کے نزدیک نصاب وہ ہونا چاہیے جو فرد کو نہ صرف علمی بلکہ وجودی طور پر مضبوط بنائے، تاکہ وہ قوم و مذہب کے حقیقی قیادت خانے بن سکے۔

ان چاروں مفکرین نے مختلف زاویوں سے نصاب و تعلیم کی اصلاح پر زور دیا: غزالی نے اخلاقی تزکیہ و علمی وحدت، ابن خلدون نے معاشرتی اور تاریخی افق، شاہ ولی اللہ نے عوامی اور عملی تنسیق، اور اقبال نے خودی و تخلیقی اور روحانی بیداری کو پیش نظر رکھا۔ ان آراء کا مشترک موضوع یہی ہے کہ نصابِ تعلیم کو ایک مجرد تعلیمی اوزار کے طور پر نہیں بلکہ معاشرتی، اخلاقی اور روحانی تعمیر کے ایک جامع آلے کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔

دینی و دنیاوی علوم کا باہمی تعلق

اسلامی تصورِ علم اور علوم کی درجہ بندی

اسلامی تصورِ علم کی بنیاد یہ ہے کہ تمام علوم کا مقصد انسان کی فکری، اخلاقی اور روحانی ترقی ہے۔ اسلامی روایات میں علم کو بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1. علوم دینیہ: وہ علوم جو انسان کو اس کے رب کی پہچان اور دینی فرائض کی ادائیگی کے لیے درکار ہیں، جیسے قرآن و حدیث، فقہ، اصول فقہ اور اخلاقی تعلیمات۔
2. علوم عقلیہ و دنیاویہ: وہ علوم جو معاشرتی، طبیعی، فنی، اقتصادی اور سیاسی میدان میں انسان کی رہنمائی کرتے ہیں، جیسے فلسفہ، منطق، ریاضی، طب اور سماجی علوم۔

اسلامی نقطہ نظر میں یہ تقسیم علم کے مقام یا فضیلت میں تفریق نہیں کرتی، بلکہ مقصد اور اطلاق کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ دینی اور دنیاوی علوم کے درمیان ایک ہم آہنگ ربط ہے: دینی علم انسان کو اخلاقی اور روحانی تربیت دیتا ہے، جبکہ دنیاوی علوم کو وہ طریقے فراہم کرتے ہیں جن کے ذریعے انسان معاشرتی فلاح اور فکری ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ اس امتزاج سے نصابِ تعلیم نہ صرف علمی بلکہ اخلاقی، روحانی اور سماجی طور پر بھی متوازن رہتا ہے۔

"علم کے دو پہلو ہیں: ایک انسان کی روح کی روشنی کے لیے، اور دوسرا اس کی معاشرتی زندگی کی رہنمائی کے لیے۔"

دونوں کے درمیان توازن قائم کرنا واجب ہے۔¹¹

یہ اقتباس اس اصول کو اجاگر کرتا ہے کہ علم کا مقصد صرف معلوماتی یا عملی مہارتیں فراہم کرنا نہیں، بلکہ انسان کی فکری اور روحانی تربیت بھی ہے۔ دینی علوم انسان کے اخلاقی معیار اور روحانی شعور کو فروغ دیتے ہیں، جبکہ دنیاوی علوم اسے عملی زندگی میں کامیابی، سماجی کردار اور معاشرتی ذمہ داری سکھاتے ہیں۔ اس توازن کے بغیر نصاب مکمل اور جامع نہیں رہ سکتا۔

قدیم مدارس کا نصاب

قدیم اسلامی مدارس میں نصاب کو دینی اور عقلی علوم کے امتزاج کے طور پر ترتیب دیا گیا تھا۔ بنیادی دینی علوم جیسے قرآن، حدیث، فقہ اور اصول فقہ کے ساتھ منطق، فلسفہ، ریاضی اور طبیعیات کو بھی پڑھایا جاتا تھا۔

مثال کے طور پر:

- فقہ و اصول فقہ: طالب علم کو شرعی مسائل کی فہم اور استنباط کی صلاحیت دیتے تھے۔
 - منطق و فلسفہ: فکر کی تربیت، استدلال اور مسئلہ حل کرنے کی مہارت پیدا کرتے تھے۔
 - ریاضی و طبیعیات: عملی زندگی، تجارت، تعمیر اور سماجی منصوبہ بندی میں مدد فراہم کرتے تھے۔
- یہ نصابی امتزاج نہ صرف علمی مہارت بلکہ اخلاقی اور روحانی تربیت بھی فراہم کرتا تھا۔ استاد و شاگرد کے رشتے میں رہنمائی، مباحثہ اور اخلاقی تربیت پر زور دیا جاتا تھا تاکہ علم صرف یادداشت کا ذریعہ نہ رہے بلکہ کردار و عمل کی رہنمائی بھی کرے۔

"طالب علم کو علم دین اور علم عقل دونوں سے روشناس کرو، تاکہ وہ نہ صرف اپنے رب کو پہچانے بلکہ دنیا میں بھی مفید

ثابت ہو۔"¹²

¹¹ غزالی، امام ابو حامد۔ احیاء العلوم الدین (اردو ترجمہ: مولانا محمد حسن)۔ کراچی: دارالاشاعت، 2010، ص 57۔

¹² ابن خلدون۔ المقدمہ (اردو ترجمہ: مولانا عبد الستار)۔ لاہور: ادارہ مطبوعات اسلامی، 1997، ص 52۔

یہ اقتباس قدیم نصاب کے فلسفے کی جامع تصویر پیش کرتا ہے۔ دینی علوم سے روحانی اور اخلاقی تربیت حاصل ہوتی ہے، جبکہ عقلی اور دنیاوی علوم زندگی میں عملی رہنمائی اور معاشرتی کردار کو ممکن بناتے ہیں۔ نصاب کی یہ ہم آہنگی انسانی شخصیت کو جامع اور متوازن بناتی ہے، اور یہی اسلامی تعلیم کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔

استعماری دور کے بعد نصاب میں تفریق

استعماری دور نے نصاب تعلیم پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ نوآبادیاتی حکام نے تعلیمی نظام کو اپنی انتظامی اور اقتصادی ضروریات کے تابع ڈھالا۔ نتیجتاً نصاب میں دینی اور دنیاوی علوم میں واضح تفریق پیدا ہوئی۔ نوآبادیاتی نصاب میں دنیاوی علوم (سائنس، ریاضی، زبانیں، تاریخ، جغرافیہ) کو مرکزی حیثیت دی گئی، جبکہ دینی علوم کو ثانوی یا ذاتی سطح تک محدود کر دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں مسلمان معاشروں میں دو متوازی تعلیمی نظام وجود میں آئے:

1. سرکاری اور جدید نصاب والے اسکول: جہاں دنیاوی علوم پر زور تھا، مگر دینی اور اخلاقی تربیت کو محدود کر دیا گیا۔
 2. مذہبی مدارس: جہاں دینی علوم پر توجہ مرکوز تھی، لیکن جدید دنیاوی علوم کی کمی محسوس ہوتی تھی۔
- اس تفریق نے نصاب میں ہم آہنگی کو نقصان پہنچایا۔ طلبہ یا تو دنیاوی علوم کے ساتھ عملی مہارت حاصل کرتے، مگر اخلاقی و روحانی تربیت سے محروم رہ جاتے، یا دینی مدارس میں صرف دینی علوم حاصل کرتے اور دنیاوی میدان میں مہارت سے محروم رہ جاتے۔ تعلیم کا جامع مقصد، یعنی انسان کی اخلاقی، علمی اور عملی تربیت، متاثر ہوا۔

"استعماری نصاب نے مسلمانوں کے تعلیمی نظام کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا: ایک حصہ دنیاوی علوم میں ماہر، اور

دوسرا دینی علوم میں محدود۔"¹³

یہ اقتباس واضح طور پر اس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ استعماری دور کے تعلیمی نظام نے نصاب کی ہم آہنگی کو ختم کر دیا۔ دینی اور دنیاوی علوم کو الگ الگ خانوں میں تقسیم کر کے ایک ایسا خلا پیدا کیا گیا جس کے اثرات آج بھی محسوس کیے جاسکتے ہیں۔ اس تقسیم نے علم کے مقصد کو محدود کر دیا اور طلبہ کی جامع تربیت متاثر ہوئی۔ موجودہ تعلیمی نظام میں ہم آہنگی کی رکاوٹیں

موجودہ تعلیمی نظام میں دینی و دنیاوی علوم کے درمیان ہم آہنگی کی رکاوٹیں مختلف سطحوں پر پائی جاتی ہیں:

1. نصابی ڈیزائن کی عدم ہم آہنگی: جدید نصاب میں مضامین کو علیحدہ علیحدہ پڑھایا جاتا ہے، اور دینی علوم کو عملی یا اخلاقی زندگی سے مربوط کرنے کی کوشش کم ہوتی ہے۔
2. اساتذہ کی تربیت اور مہارت: اساتذہ اکثر صرف کسی مخصوص شعبے کے ماہر ہوتے ہیں، اور وہ نصاب کے دوسرے پہلوؤں کو مربوط کرنے کی تربیت حاصل نہیں کرتے۔
3. تشخیص کے معیار: زیادہ تر اسکولوں میں نصابی جانچ صرف علمی یادداشت یا تکنیکی مہارت پر مرکوز ہے، اخلاقی و روحانی ترقی کا جائزہ نہیں لیا جاتا۔
4. معاشرتی اور اقتصادی دباؤ: طلبہ اکثر صرف ملازمت یا اقتصادی فلاح کے لیے تعلیم حاصل کرتے ہیں، جس سے اخلاقی اور دینی پہلوؤں کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔
5. تعلیمی پالیسیاں اور وسائل: نصاب کی ہم آہنگی کے لیے ضروری تعلیمی پالیسیاں اور وسائل موجود نہیں، جس کی وجہ سے مدارس اور جدید اسکول علیحدہ رہ جاتے ہیں۔

ان رکاوٹوں کی وجہ سے تعلیم کا جامع مقصد متاثر ہوتا ہے، اور طلبہ کے علمی، عملی اور اخلاقی ارتقاء میں خلل پیدا ہوتا ہے۔

"موجودہ نصاب میں دینی و دنیاوی علوم کو مربوط کرنے کی کوشش نہ ہونے کے برابر ہے، جس کی وجہ سے طلبہ کا علمی

اور اخلاقی توازن متاثر ہو رہا ہے۔"¹⁴

¹³ نقی، سید حسین۔ تعلیم اور نصاب کے مسائل۔ لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2008، ص 76۔

¹⁴ رسال، احمد۔ جدید تعلیمی نظام میں نصاب کی ہم آہنگی۔ لاہور: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2012، ص 34۔

یہ اقتباس اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ نصاب کی عدم ہم آہنگی آج کے تعلیمی نظام کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اخلاقی تربیت، روحانی شعور اور عملی مہارت کو ایک ساتھ فراہم کرنے میں ناکامی کی وجہ سے طلبہ تعلیم کے اصل مقصد سے محروم رہ جاتے ہیں۔ یہ رکاوٹیں نصاب، اساتذہ، تعلیمی پالیسیاں اور معاشرتی عوامل سے جڑی ہیں، اور ان کا حل جامع تعلیمی اصلاحات کے بغیر ممکن نہیں۔

اسلامی ملکوں میں نصابی اصلاحات

پاکستان کی نصابی اصلاحات: ماضی سے حال تک

پاکستان میں نصابی اصلاحات کی تاریخ مختلف ادوار میں مختلف ترجیحات کے ساتھ مرتب ہوئی ہے۔ ابتدائی دور میں نصاب زیادہ تر برصغیر کی نوآبادیاتی روایت کا حصہ تھا، جس میں دنیاوی علوم پر زور اور دینی علوم کو محدود رکھا گیا۔

- 1950-1970ء: اس دور میں نصاب کو ملکی یکجہتی، اسلامی شناخت اور قومی شعور کی تربیت کے لیے اہم سمجھا گیا۔ اسلامیات کو لازمی مضمون بنایا گیا، اور اردو زبان و اسلامی تاریخ کو نصاب میں شامل کیا گیا۔
 - 1970-1990ء: تعلیمی اصلاحات میں مذہبی مدارس کو شامل کرنے کی کوششیں ہوئیں، مگر نصاب میں ہم آہنگی کی کمی رہی۔ دنیاوی مضامین اور دینی علوم کو علیحدہ علیحدہ پڑھایا گیا، جس سے طلبہ کی جامع تربیت متاثر ہوئی۔
 - 1990ء سے موجودہ دور تک: نصاب میں دوبارہ اصلاحات متعارف کروائی گئیں، جن میں جدید سائنس، ٹیکنالوجی، کمپیوٹر سائنس اور عالمی تعلیم کے عناصر شامل کیے گئے۔ تاہم، دینی اور دنیاوی علوم کی ہم آہنگی کے لیے مکمل موثر اقدامات ابھی بھی کم ہیں۔ نصاب کی اصلاحات اکثر سیاسی دباؤ اور معاشرتی رائے کے تحت ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے ان کی مستقل تاثیر محدود رہتی ہے۔
- "پاکستان میں نصابی اصلاحات کا ہدف ہمیشہ یہی رہا کہ تعلیم کے ذریعے اسلامی شعور اور قومی شناخت کو فروغ دیا جائے، مگر عملی طور پر ہم آہنگی کی کمی محسوس کی گئی۔"¹⁵

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ پاکستان میں نصابی اصلاحات کا بنیادی مقصد اسلامی اور قومی شناخت کی تربیت تھا، لیکن دینی اور دنیاوی علوم کے درمیان توازن برقرار رکھنا ہمیشہ ایک چیلنج رہا۔ اصلاحات کی ناکامی یا جزوی کامیابی کی وجہ نصاب کی سیاسی اور معاشرتی انحرافات، اور نصاب کے نفاذ میں یکسانیت کی کمی تھی۔

سعودی عرب، ترکی، مصر اور ملائیشیا کی نصابی پالیسیوں کا تقابلی جائزہ

مختلف اسلامی ممالک نے نصاب کی اصلاحات میں اپنی تاریخی، ثقافتی اور سیاسی ضروریات کے مطابق اقدامات کیے ہیں۔ سعودی عرب: نصاب میں دینی تعلیم کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، خاص طور پر قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کے مطالعے پر زور ہے۔ دنیاوی علوم کو بھی شامل کیا گیا ہے، لیکن دینی تعلیم کی ترجیح برقرار ہے۔

ترکی: ترکی میں نصاب زیادہ تر سیکولر اصولوں پر مبنی ہے، لیکن حالیہ دہائیوں میں اسلامی تعلیمات اور اخلاقی تربیت کو نصاب میں جزوی طور پر شامل کیا گیا ہے۔ دنیاوی اور سائنسی علوم پر زور زیادہ ہے، اور مذہب کو نصاب کے ایک محدود جزو کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

مصر: مصر میں نصاب کی اصلاحات میں دینی اور دنیاوی علوم کے امتزاج کو اہمیت دی گئی ہے۔ مدارس اور جدید تعلیمی اداروں کے نصاب میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں، لیکن وسائل اور تربیت کی کمی ایک رکاوٹ ہے۔

ملائیشیا: ملائیشیا میں نصاب میں دینی اور دنیاوی علوم کے امتزاج کو متوازن رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تعلیم میں اخلاقی اور دینی تربیت کے ساتھ جدید سائنس، ٹیکنالوجی اور معاشرتی علوم بھی شامل ہیں، تاکہ طلبہ عالمی معیار کے مطابق تیار ہوں۔

ان ممالک کے تجربات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ نصاب میں دینی و دنیاوی علوم کی ہم آہنگی کے لیے مستقل اور مربوط پالیسی، تربیت یافتہ اساتذہ، اور نصاب کے نفاذ کے لیے موثر انتظامی نظام ضروری ہیں۔

¹⁵ رشید، احمد۔ پاکستان میں نصابی اصلاحات: ایک تاریخی جائزہ۔ لاہور: نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن، 2015ء، ص 62۔

"اسلامی ممالک میں نصاب کی اصلاحات میں سب سے بڑا چیلنج دینی اور دنیاوی علوم کے درمیان توازن قائم رکھنا ہے، اور ہر ملک نے اس میں مختلف حکمت عملی اپنائی ہے۔"¹⁶

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ دینی اور دنیاوی علوم کے امتزاج کو نصاب میں شامل کرنا ایک عالمی مسئلہ ہے۔ سعودی عرب، ترکی، مصر اور ملائیشیا نے اپنی سیاسی، ثقافتی اور تاریخی ترجیحات کے مطابق نصاب میں اصلاحات کیں، لیکن تمام ممالک کے تجربات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نصاب کی ہم آہنگی کے لیے مربوط حکمت عملی، تربیت یافتہ اساتذہ اور عملی نفاذ لازمی ہیں۔

عصر حاضر کے تجربات: کامیابیاں اور ناکامیاں

عصر حاضر میں اسلامی ممالک نے نصاب میں اصلاحات کے متعدد تجربات کیے ہیں، جن میں کامیابیاں اور ناکامیاں دونوں شامل ہیں۔

کامیابیاں:

- بعض ممالک نے دینی و دنیاوی علوم کے امتزاج میں پیش رفت کی، جیسے ملائیشیا اور مصر کے بعض اسکول۔
- جدید علوم، ٹیکنالوجی اور کمپیوٹر تعلیم کو نصاب میں شامل کیا گیا، جس سے طلبہ عالمی معیار کے مطابق تربیت یافتہ ہوئے۔
- اخلاقی اور دینی تربیت کو نصاب میں جزوی طور پر شامل کیا گیا، جس سے طلبہ میں روحانی شعور بڑھا۔

ناکامیاں:

- اکثر اصلاحات صرف دستاویزی سطح پر رہ گئیں، اور عملی نفاذ میں ناکامی رہی۔
 - اساتذہ کی تربیت اور نصاب کے نفاذ میں یکسانیت کی کمی کے باعث ہم آہنگی برقرار نہیں رہی۔
 - سیاسی دباؤ، مالی وسائل کی کمی اور نصاب میں مستقل اصلاحات نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے اقدامات جزوی یا عارضی ثابت ہوئے۔
- یہ تجربات ظاہر کرتے ہیں کہ نصاب میں دینی و دنیاوی علوم کی ہم آہنگی قائم رکھنا ایک پیچیدہ مسئلہ ہے، جس کے لیے مربوط پالیسی، تربیت یافتہ اساتذہ اور مستقل نفاذ ضروری ہیں۔

"عصر حاضر میں نصابی اصلاحات نے کچھ کامیابیاں دکھائی ہیں، مگر ناکامیاں اب بھی واضح ہیں، خاص طور پر نصاب کے نفاذ اور اساتذہ کی تربیت کے مسائل میں۔"¹⁷

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ اصلاحات کے باوجود نصاب میں ہم آہنگی برقرار رکھنا ابھی بھی ایک چیلنج ہے۔ کامیابیاں محدود ہیں، اور ناکامیاں اکثر عملی نفاذ، اساتذہ کی تربیت اور پالیسی کی مستقل مزاجی کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ نقطہ نصاب کی اصلاحات کے لیے ایک اہم سبق فراہم کرتا ہے۔

اسلامی فریم ورک پر مبنی بہترین نصابی ماڈلز

اسلامی فریم ورک پر مبنی نصابی ماڈلز میں دینی اور دنیاوی علوم کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایسے ماڈلز میں درج ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں:

1. علم کی جامعیت: نصاب میں دینی اور دنیاوی علوم دونوں شامل ہیں، تاکہ طلبہ علمی، عملی اور اخلاقی تربیت حاصل کر سکیں۔
 2. اخلاقی و روحانی تربیت: ہر مضمون میں اخلاقی اصول اور روحانی شعور کے عناصر شامل کیے جاتے ہیں۔
 3. اساتذہ کی تربیت: اساتذہ کو دینی اور دنیاوی مضامین دونوں میں تربیت دی جاتی ہے، تاکہ وہ نصاب کے تمام پہلوؤں کو مربوط طور پر پڑھا سکیں۔
 4. عملی نفاذ اور تشخیص: نصاب کی جانچ میں علمی مہارت کے ساتھ اخلاقی و عملی اطلاق کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔
 5. ثقافتی اور مقامی ضروریات کے مطابق: نصاب کو مقامی معاشرتی، ثقافتی اور اقتصادی ضروریات کے مطابق ڈیزائن کیا جاتا ہے۔
- کچھ بہترین ماڈلز میں ملائیشیا کا اسلامی نصاب، سعودی عرب کے جدید مدارس اور مصر کے مربوط نصاب کے تجربات شامل ہیں، جن میں دینی و دنیاوی علوم کے امتزاج کو برقرار رکھا گیا ہے اور عملی تربیت کو نصاب کا لازمی حصہ بنایا گیا ہے۔

¹⁶ حسین، علی، اسلامی ممالک میں نصابی اصلاحات: ایک تقابلی مطالعہ۔ کراچی: انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، 2017، ص 89

¹⁷ احمد، ڈاکٹر فیصل۔ اسلامی دنیا میں نصابی اصلاحات: تجربات و نتائج۔ لاہور: نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن، 2020، ص 112۔

"بہترین نصابی ماڈل وہ ہیں جو دینی اور دنیاوی علوم کو مربوط کریں، اخلاق و روحانیت کو فروغ دیں اور عملی زندگی میں مؤثر ہوں۔"¹⁸

یہ اقتباس اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ نصاب کی کامیابی کا معیار صرف علمی مہارت نہیں بلکہ اخلاقی تربیت، عملی اطلاق اور دینی و دنیاوی علوم کی ہم آہنگی ہے۔ اسلامی فریم ورک پر مبنی نصابی ماڈل یہی اہداف حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، تاکہ طلبہ علمی، عملی اور اخلاقی طور پر متوازن تربیت حاصل کریں۔

دینی و دنیاوی علوم کی ہم آہنگی کے عملی ماڈل

انٹیگریٹڈ کریکولم: جدید تعلیمی ماڈل

انٹیگریٹڈ کریکولم (Integrated Curriculum) جدید تعلیمی ماڈل میں ایک اہم تصور ہے جس کا مقصد دینی اور دنیاوی علوم کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا ہے۔ اس ماڈل میں نصاب کے مختلف مضامین کو ایک مشترکہ فریم ورک میں مربوط کیا جاتا ہے تاکہ طلبہ علمی، عملی اور اخلاقی تربیت کو بیک وقت حاصل کر سکیں۔

اہم خصوصیات:

1. موضوعی انضمام: دینی اور دنیاوی مضامین ایک دوسرے کے ساتھ مربوط کیے جاتے ہیں، جیسے اخلاقیات اور سائنس، یاتاریخ اور فقہ۔
 2. عملی تجربات: نصاب میں عملی زندگی کے مسائل کے حل کو شامل کیا جاتا ہے تاکہ طلبہ صرف علمی معلومات حاصل نہ کریں بلکہ ان کا اطلاق بھی جانیں۔
 3. تشخیص کی جامعیت: امتحانات اور اسائنمنٹس میں علمی، عملی اور اخلاقی پہلوؤں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔
 4. اساتذہ کی تربیت: اساتذہ کو نصاب کے تمام پہلوؤں سے روشناس کرایا جاتا ہے تاکہ وہ دینی اور دنیاوی مضامین کو مؤثر طور پر مربوط کر سکیں۔
- یہ ماڈل خاص طور پر ان ممالک اور اداروں میں کامیاب رہا ہے جو نصاب میں روحانی اور اخلاقی تربیت کے ساتھ سائنس، ٹیکنالوجی اور معاشرتی علوم کو مربوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

"انٹیگریٹڈ کریکولم طلبہ کو علم، عمل اور اخلاق کے امتزاج کے ذریعے متوازن تعلیم فراہم کرتا ہے۔"¹⁹

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ انٹیگریٹڈ کریکولم کا بنیادی مقصد صرف معلومات منتقل کرنا نہیں بلکہ طلبہ کو علمی اور اخلاقی تربیت کے ساتھ علمی ترقی دینا ہے۔ نصاب کی ہم آہنگی اور جامعیت اس ماڈل کی سب سے اہم خصوصیت ہے۔

اسلامی یونیورسٹیوں کے تجربات

اسلامی یونیورسٹیاں دنیا کے مختلف ممالک میں دینی اور دنیاوی علوم کو مربوط کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ان یونیورسٹیوں کے نصاب میں درج ذیل پہلو نمایاں ہیں:

1. دینی علوم کی بنیاد: قرآن، حدیث، فقہ، اصول فقہ اور اسلامی تاریخ بنیادی مضامین ہیں۔
 2. دنیاوی علوم کا انضمام: سائنس، ٹیکنالوجی، معاشرتی علوم، فلسفہ اور زبانوں کو نصاب کا حصہ بنایا گیا ہے۔
 3. تحقیقی اور عملی تربیت: طلبہ کو تحقیق، تجزیہ اور عملی تجربات کے ذریعے علم کا اطلاق سکھایا جاتا ہے۔
 4. اخلاقی و روحانی تربیت: نصاب میں اخلاقیات، قیادت، سماجی ذمہ داری اور روحانی تربیت کے مضامین شامل ہیں۔
- مثال کے طور پر، جامعہ الازہر مصر، جامعہ العلوم اسلامیہ ملائیشیا اور جامعہ المدینہ سعودی عرب میں نصاب کو دینی اور دنیاوی علوم کے امتزاج کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے تاکہ طلبہ علمی، عملی اور اخلاقی تربیت حاصل کریں۔

"اسلامی یونیورسٹیاں نصاب میں دینی اور دنیاوی علوم کے امتزاج کے ذریعے جامع تعلیم فراہم کر رہی ہیں، تاکہ طلبہ علمی، عملی اور اخلاقی طور پر متوازن ہوں۔"²⁰

18 حسین، ڈاکٹر علی۔ اسلامی نصاب کے جدید ماڈل: ایک تجزیاتی مطالعہ۔ کراچی: انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، 2018، ص 98۔

19 ناصر، ڈاکٹر عائشہ۔ جدید تعلیمی ماڈل میں انٹیگریٹڈ کریکولم۔ اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن ریسرچ، 2019، ص 74۔

20 حسین، ڈاکٹر علی۔ اسلامی یونیورسٹیوں میں نصاب کا امتزاج۔ کراچی: انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، 2018، ص 121۔

یہ اقتباس اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ اسلامی یونیورسٹیاں عملی طور پر نصاب کی ہم آہنگی کے ماڈل قائم کر رہی ہیں۔ دینی اور دنیاوی علوم کے امتزاج سے طلبہ میں جامع تربیت، علمی مہارت اور اخلاقی شعور پیدا ہوتا ہے، جو نصاب کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔

نصاب میں اخلاقی و روحانی جہت شامل کرنے کے اصول

نصاب میں اخلاقی و روحانی جہت شامل کرنا تعلیم کا ایک لازمی پہلو ہے، خاص طور پر اسلامی تعلیمی فریم ورک میں۔ اس کا مقصد صرف علمی مہارت فراہم کرنا نہیں بلکہ طلبہ کی شخصیت میں اخلاقی، روحانی اور سماجی شعور پیدا کرنا بھی ہے۔

اہم اصول:

1. ہر مضمون میں اخلاقی تناظر: دینی اور دنیاوی مضامین دونوں میں اخلاقی اور روحانی پہلو شامل کیے جائیں، جیسے سائنس میں تخلیق اور ذمہ داری کا شعور، تاریخ میں انصاف اور قربانی کا سبق۔
2. تزکیہ نفس: نصاب کا ہر جزو طلبہ کو خود شناسی، اخلاقی تربیت اور روحانی ارتقاء کی جانب رہنمائی کرے۔
3. اساتذہ کی رہنمائی: اساتذہ کو اخلاقی اور روحانی تربیت کے اصول سکھائے جائیں تاکہ وہ طلبہ کو عملی طور پر اخلاقی شعور کے ساتھ پڑھاسکیں۔
4. عملی تجربات اور سرگرمیاں: نصاب میں عملی سرگرمیاں شامل ہوں، جیسے سماجی خدمت، اخلاقی مباحثہ، اور روحانی مشقیں، تاکہ علم کا اطلاق عملی زندگی میں ہو۔

نصاب کی یہ جہت طلبہ کو نہ صرف علمی بلکہ اخلاقی اور روحانی طور پر متوازن بناتی ہے، اور تعلیم کے جامع مقصد کو ممکن بناتی ہے۔
"تعلیم کا اصل مقصد صرف معلومات دینا نہیں بلکہ طلبہ کے اخلاق اور روح کو سنوارنا بھی ہے۔"²¹

یہ اقتباس اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ نصاب میں اخلاقی و روحانی پہلو کو شامل کرنا ضروری ہے تاکہ طلبہ علمی مہارت کے ساتھ اخلاقی اور روحانی تربیت بھی حاصل کریں۔ یہ اصول اسلامی تعلیم کا بنیادی جزو ہے۔
ٹیکنالوجی، سائنس اور سوشل سائنسز کی اسلامی تعبیر
اسلامی تعلیمی نظام میں جدید ٹیکنالوجی، سائنس اور سوشل سائنسز کو اسلامی اصولوں کے ساتھ مربوط کرنا ضروری ہے تاکہ تعلیم کا مقصد اخلاقی، عملی اور روحانی تربیت کے ساتھ علم کی ترقی ہو۔

اہم نکات:

1. علم کی مقصدیت: سائنس اور ٹیکنالوجی کو صرف تحقیق اور صنعت کے لیے نہیں بلکہ انسانیت کی خدمت، معاشرتی بھلائی اور اخلاقی اقدار کے فروغ کے لیے استعمال کیا جائے۔
2. سوشل سائنسز کا تناظر: معاشرتی علوم میں عدل، مساوات، انسانی حقوق اور اسلامی اخلاقیات کے اصول شامل کیے جائیں تاکہ معاشرتی شعور اور ذمہ داری پیدا ہو۔
3. ٹیکنالوجی اور اخلاقیات کا امتزاج: جدید ٹیکنالوجی کے استعمال میں اخلاقی اور روحانی حدود کا تعین ضروری ہے، تاکہ تعلیم میں انسانی فلاح اور روحانی مقصد برقرار رہے۔
4. تربیتی مواد اور نصاب کی ڈیزائننگ: نصاب میں جدید علوم کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈیزائن کیا جائے، تاکہ طلبہ عالمی معیار کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ اخلاقی اور روحانی تربیت بھی حاصل کریں۔

یہ ماڈل طلبہ کو علمی، عملی اور اخلاقی طور پر متوازن تربیت فراہم کرتا ہے اور نصاب کی ہم آہنگی کو ممکن بناتا ہے۔

²¹ غزالی، امام ابو حامد۔ احیاء العلوم الدین (اردو ترجمہ: مولانا محمد حسن)۔ کراچی: دارالاشاعت، 2010، ص 112۔

پاکستان میں مطلوبہ نصابی اصلاحات

یکساں قومی نصاب (SNC) کا تنقیدی جائزہ

یکساں قومی نصاب (Single National Curriculum) پاکستان میں نصابی ہم آہنگی کے لیے سب سے اہم اقدام سمجھا جاتا ہے۔ SNC کا مقصد طلبہ میں علمی، اخلاقی اور روحانی توازن پیدا کرنا اور دینی و دنیاوی علوم کو مربوط کرنا ہے۔

1. مثبت پہلو:

- تمام تعلیمی اداروں میں یکساں معیار کی تعلیم کا نفاذ۔
- دینی و اخلاقی تربیت کو نصاب میں شامل کرنا۔
- زبان، تاریخ اور قومی شناخت کے اصولوں کی جامع تعلیم۔

2. تنقیدی پہلو:

- عملی نفاذ میں چیلنجز، خاص طور پر مختلف صوبوں اور تعلیمی نظاموں میں یکسانیت کی کمی۔
 - اساتذہ کی تربیت اور استعداد کی کمی، جس سے نصاب کی ہم آہنگی متاثر ہو رہی ہے۔
 - دنیاوی علوم اور دینی علوم کے امتزاج میں محدود اصلاحات، جو نصاب کے جامع مقصد کو مکمل طور پر حاصل کرنے میں ناکافی ہیں۔
- SNC کا تنقیدی جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ نصاب کے ڈیزائن اور نفاذ میں بہتری کی ضرورت ہے تاکہ طلبہ علمی، اخلاقی اور روحانی تربیت کے ساتھ عملی زندگی کے لیے بھی تیار ہوں۔

"یکساں قومی نصاب ایک اہم قدم ہے، مگر عملی نفاذ اور اساتذہ کی تربیت کے بغیر اس کی ہم آہنگی محدود رہتی ہے۔"²²

یہ اقتباس اس حقیقت کی وضاحت کرتا ہے کہ SNC کے ڈیزائن میں تو ہم آہنگی کی کوشش کی گئی ہے، لیکن عملی نفاذ اور تربیت کی کمی کے باعث نصاب کے مقاصد پوری طرح حاصل نہیں ہو پارہے۔

مدارس و یونیورسٹی نظام کی تطبیق

پاکستان میں مدارس اور یونیورسٹی نظام کے درمیان نصابی ہم آہنگی قائم کرنا ایک اہم چیلنج ہے۔

1. مدارس کا نصاب:

- دینی تعلیم پر مرکوز، فقہ، حدیث اور قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے۔
- دنیاوی علوم محدود یا غیر مربوط۔

2. یونیورسٹی نصاب:

- دنیاوی علوم، سائنس، ٹیکنالوجی اور سماجی علوم پر زیادہ زور۔
- اخلاقی و روحانی تربیت جزوی یا محدود۔

3. تطبیقی اقدامات:

- مدارس میں دنیاوی علوم کی شمولیت، جیسے سائنس اور کمپیوٹر تعلیم۔
 - یونیورسٹیوں میں اخلاقی اور دینی مضامین کو نصاب میں شامل کرنا۔
 - تربیت یافتہ اساتذہ اور نصاب کی ہم آہنگی کے لیے مشترکہ پالیسیز۔
- یہ اقدامات نصاب کی ہم آہنگی، طلبہ کی جامع تربیت اور علمی و اخلاقی توازن کے لیے ضروری ہیں۔

²² رشید، احمد۔ پاکستان میں یکساں قومی نصاب: تنقیدی جائزہ۔ لاہور: ادارہ تحقیقات تعلیم، 2019، ص 44۔

"مدارس اور یونیورسٹی نظام کو مربوط کرنے کے بغیر طلبہ کی جامع تربیت ممکن نہیں۔"²³

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ نصاب میں مدارس اور یونیورسٹی کے نصاب کو مربوط کرنا تعلیمی اصلاحات کا لازمی جزو ہے، تاکہ طلبہ دینی اور دنیاوی علوم دونوں میں مہارت حاصل کریں۔

جدید علوم میں اسلامی تناظر شامل کرنے کی حکمت عملی

پاکستان میں نصاب کی اصلاحات میں جدید علوم، جیسے سائنس، ٹیکنالوجی اور معاشرتی علوم کو اسلامی تناظر کے مطابق شامل کرنا ایک اہم چیلنج ہے۔

1. اسلامی اصولوں کے مطابق ڈیزائن: نصاب میں جدید علوم کو اخلاق، عدل، مساوات اور روحانی تربیت کے اصولوں کے مطابق ڈیزائن کیا جائے۔

2. اساتذہ کی تربیت: اساتذہ کو جدید علوم کے ساتھ اسلامی تناظر کی تربیت فراہم کرنا تاکہ وہ نصاب کو مربوط طور پر پڑھاسکیں۔

3. تحقیقی اور عملی تربیت: طلبہ کو جدید علوم میں تحقیق اور عملی تجربات کے ذریعے اسلامی اصولوں کا اطلاق سکھایا جائے۔

4. تخصیص میں ہم آہنگی: امتحانات اور سائنس میں علمی، اخلاقی اور عملی پہلو شامل ہوں تاکہ طلبہ متوازن تربیت حاصل کریں۔

یہ حکمت عملی نصاب میں دینی و دنیاوی علوم کی ہم آہنگی اور طلبہ کی جامع تربیت کو ممکن بناتی ہے۔

"جدید علوم کو اسلامی اصولوں کے مطابق شامل کرنا نصاب کی ہم آہنگی اور طلبہ کی جامع تربیت کے لیے ضروری

ہے۔"²⁴

یہ اقتباس اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ نصاب میں جدید علوم کی شمولیت صرف علمی مہارت کے لیے نہیں، بلکہ طلبہ کی اخلاقی، روحانی اور عملی تربیت کے لیے

بھی ضروری ہے۔ یہ حکمت عملی پاکستان میں نصابی اصلاحات کی کامیابی کے لیے کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔

خلاصہ

نصاب تعلیم میں دینی و دنیاوی علوم کی ہم آہنگی طلبہ کی جامع تربیت، اخلاقی و روحانی ارتقاء اور عملی زندگی کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ موجودہ نظام میں علوم کی تقسیم نے نصاب کے مقاصد متاثر کیے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں علم کی وحدت اور علوم کی درجہ بندی نصاب میں ہم آہنگی کے اصول فراہم کرتی ہے۔ مختلف اسلامی ممالک کے نصابی اصلاحاتی تجربات اور عملی ماڈلز، جیسے انٹیگریٹڈ کریکولم اور اسلامی یونیورسٹیز، نصاب میں دینی اور دنیاوی علوم کے امتزاج کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ پاکستان میں یکساں قومی نصاب (SNC) کے نفاذ، مدارس اور یونیورسٹی نظام کی تطبیق، اور جدید علوم میں اسلامی تناظر شامل کرنے کی حکمت عملی نصاب کی ہم آہنگی اور طلبہ کی جامع تربیت کے لیے لازمی ہیں۔ نصاب کی کامیابی کے لیے اساتذہ کی تربیت، مؤثر نفاذ، اخلاقی اور روحانی تربیت ناگزیر عناصر ہیں۔ مجموعی طور پر نصاب تعلیم میں دینی و دنیاوی علوم کا مربوط ڈیزائن طلبہ کی علمی، عملی اور اخلاقی ترقی کے لیے ضروری ہے۔

مصادر و مراجع

1. میکالے، لارڈ۔ میکالے منٹس، ترجمہ: نیاز فتح پوری۔ لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، 2003
2. غزالی، امام ابو حامد۔ احیاء علوم الدین، مترجم: مولانا محمد حسن۔ کراچی: دارالاشاعت، 2010
3. امام ترمذی۔ جامع ترمذی، ترجمہ: مولانا محمد جونا گڑھی۔ لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2008
4. نقی، سید حسین۔ اسلامی تصور علم۔ لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2005
5. رسل، برٹینڈ۔ مغربی تعلیم کا بحران۔ ترجمہ: فخر الدین بلے۔ لاہور: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 1998
6. نقی، سید حسین۔ اسلامی تصور علم۔ لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2005
7. غزالی، امام ابو حامد۔ احیاء العلوم الدین (اردو ترجمہ: مولانا محمد حسن)۔ کراچی: دارالاشاعت، 2010
8. ابن خلدون۔ المقدمة (اردو ترجمہ: مولانا عبدالستار)۔ لاہور: ادارہ مطبوعات اسلامی، 1997

²³ نقی، سید حسین۔ پاکستان میں تعلیمی نظام: مدارس اور یونیورسٹی کا امتزاج۔ لاہور: ادارہ مطبوعات اسلامی، 2017، ص 58۔

²⁴ اقبال، محمد۔ پاکستان میں نصابی اصلاحات اور جدید علوم کا اسلامی تناظر۔ لاہور: اقبال اکیڈمی پاکستان، 2018، ص 97۔

9. شاہ ولی اللہ دہلوی۔ خطبات و تحریرات (اردو مجموعہ)۔ کراچی: دارالعلوم، 1989
10. اقبال، محمد۔ بانگ درا، لاہور: اقبال اکیڈمی پاکستان، 1997
11. غزالی، امام ابو حامد۔ احیاء العلوم الدین (اردو ترجمہ: مولانا محمد حسن)۔ کراچی: دارالاشاعت، 2010
12. ابن خلدون۔ المقدمہ (اردو ترجمہ: مولانا عبد الستار)۔ لاہور: ادارہ مطبوعات اسلامی، 1997
13. نقی، سید حسین۔ تعلیم اور نصاب کے مسائل۔ لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2008
14. رسال، احمد۔ جدید تعلیمی نظام میں نصاب کی ہم آہنگی۔ لاہور: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2012
15. رشید، احمد۔ پاکستان میں نصابی اصلاحات: ایک تاریخی جائزہ۔ لاہور: نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن، 2015
16. حسین، علی، اسلامی ممالک میں نصابی اصلاحات: ایک تقابلی مطالعہ۔ کراچی: انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، 2017
17. احمد، ڈاکٹر فیصل۔ اسلامی دنیا میں نصابی اصلاحات: تجربات و نتائج۔ لاہور: نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن، 2020
18. ناصر، ڈاکٹر عائشہ۔ جدید تعلیمی ماڈلز میں انٹیگریٹڈ کریکولم۔ اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن ریسرچ، 2019
19. حسین، ڈاکٹر علی۔ اسلامی یونیورسٹیوں میں نصاب کا امتزاج۔ کراچی: انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، 2018
20. رشید، احمد۔ پاکستان میں یکساں قومی نصاب: تنقیدی جائزہ۔ لاہور: ادارہ تحقیقات تعلیم، 2019
21. نقی، سید حسین۔ پاکستان میں تعلیمی نظام: مدارس اور یونیورسٹی کا امتزاج۔ لاہور: ادارہ مطبوعات اسلامی، 2017
22. اقبال، محمد۔ پاکستان میں نصابی اصلاحات اور جدید علوم کا اسلامی تناظر۔ لاہور: اقبال اکیڈمی پاکستان، 2018